تذکرہ مجدد الشریعۃ حضرت غفران مآب علیہ الرحمہ از ''تذکرہ علماء'' (۱۲۸۵ھ ہجری)

تألیف: مولانا سید مہدی بن نجف علی الحسینی الرضوی العظیم آبادی

قسط۔۲

مترجم: جناب محمد صادق خانصاحب جونپوری

چنانچه در آينه حق نما مذكور است كه آنجناب بعد از تحصيل علوم رسميه چون باراده زيارت عتبات عاليات علىٰ راقديها ألاف التحية و الصلوة از بلده لكهنؤ وارد كربلاى معلى شد۔ و بعد ورودبان مكان ملايك پاسبان و تحصيل شرف زيارات علماء و مشاهد ائمه انام عليهم السلام و عليهم الرضوان، استفاده بعضى فوايد از علوم دينيه درخدمت سرا پا بركت ايشان نموده، بعد از انقضاى مدت يسير بسوى بلده لكهنو كه از مدت مديدمحل اقامت آن والا جناب بوده است ، مراجعت فرمود۔ نظر بتوسل قديم، عيال خودرا از موطن اصلى كه نصير آباد است، طلبيده در ظل عاطفت جناب ولى نعمت و احسان نواب حسن رضا خان مرحوم برفاهيت و اطمينان خاطر اوقات خودرا بسر برده، مشغول تدريس و تصنيف رسايل و كتب علوم دينيه گرديد۔ كه از آنجمله كتاب''اساس الاصول''و ديگر كتب و رسايل است۔

جیسا کہ کتاب آئینہ حق نما میں ذکر ہوا ہے کہ حضرت غفران مآبؒ رائج علوم کے حصول کے بعد زیارت عتبات عالیات کی غرض سے لکھنؤ سے کربلائے معلّٰی پہونچے۔ اس سرزمین مقدس پر وارد ہونے اور علماء و مشاہد ائمہ انام علیہم السلام کی زیارت کے بعد، کچھ دینی علوم کو ان کے سراپا برکت وجود سے حاصل کیا۔ تھوڑی سی مدت گزرنے کے بعد لکھنؤ جو کہ مدت مدید سے آپ کا وطن تھا، واپس آئے۔

پرانے روابط کے تحت اپنے اہل وعیال کو اصلی وطن نصیر آباد سے لکھنؤ بلایا اور جناب ولی نعمت نواب حسن رضا خان کے سایہ عاطفت میں آرام اور اطمینان سے زندگی بسر کرنے لگے۔ ساتھ ہی تدریس اور دینی رسائل و کتب کی تصنیف میں مشغول ہوئے، ان میں سے کتاب ''اساس الاصول'' اور دیگر کتب ورسائل ہیں۔

در این اثنا قدوۃالافاضل و فخرالاماجدو الاماثل مقبول بارگاہ الہ محمد علی ملقب ببادشاہ طاب ثراہ کہ در علم فقہ عَلَمِ اشتہا برافروختہ و در فیض آباد رحل اقامت انداختہ بود، رسالہ در بیان فضیلت نماز جماعت کہ از احادیث ماثورہ وغیر آن بادلہ شرعیہ واضح است، تالیف نمودہ وخطبہ آنرا بنام نامی جناب مرحوم مزین فرمودہ، در ہیچ باب مبوب گردانیدوباب چہارم آنرامتضمن اسامی دو سہ کس را کہ بر طبق تحقیق شان در ین بلادقابلیت پیشنمازی داشتند، نوشتہ۔و باب پنجم را متضمن التماس کہ بخدمت وزیرالممالک نواب آصف الدولہ مرحوم کردہ ودر آن رسالہ مندرج ساختہ مرسل نمود۔چنانچہ عبارت باب چہارم این است کہ بزرگانی قابل امامت نماز بلاارتیاب و مقربان درگاہ رب الارباب اند۔و احدی را مجال طعن بر ایشان نیست و نور علم از ناصیہ جمال ایشان پیداست و فروغ صلاح عمل از چہرہ جلال ایشان ہویداست۔یکی از آنجملہ عاکف کعبہ مقبلی و سعید ازلی میر دلدار علی است کہ از سالکان راہ و مقربان درگاہ است ،بشری فرشتہ سیرت و آدمی قدسی سریرت کہ انوارعرفان و اشعہ ایمان از حلیہ اش درخشان است و فروغ علم و عمل از چہرہ اش

اسی زمانہ میں قدوۃ الافاضل فخر الاماجد والاماثل، مقبول بارگاہ الٰہی محمد علی ملقب بہ بادشاہ طاب ثراہ جو کہ علم فقہ کے شائق اور فیض آباد میں مقیم تھے، نماز جماعت کی فضیلت میں جو کہ ماثورہ احادیث اور دوسرے ذرایع اور شرعی دلائل سے واضح وثابت ہے، ایک رسالہ تالیف کیا اور اس کے مقدمے کو مرحوم کے نام نامی سے زینت بخشی اور آٹھ باب میں منقسم کیا۔چوتھے باب میں دو تین لوگوں کے نام جو ان کی تحقیق کے مطابق اس سرزمین پر پیش نمازی کے قابل تھے، درج کیا۔

پانچویں باب میں اس گزارش کو شامل کیا جو انھوں نے وزیرالمالک آصف الدولہ کی خدمت میں پیش کی ہے۔

جیسا کہ باب چہارم کی عبارت یوں ہے: کچھ بزرگ بغیر کسی شک وشبہ کے پیش نمازی کے لائق اور مقربان درگاہ رب الارباب ہیں اور کسی میں ان پر طنز کرنے کی ہمت نہیں ہے۔نور ان کے پیشانی جمال سے ظاہر ہے۔ان کے چہرے کے جلال سے ان کی عملی صلاحیت اجاگر ہوتی ہے۔

ان میں سے ایک کعبے کے معتکف ،سعید ازلی ،سالک راہ، مقرب درگاہ میر دلدار علی ہیں۔فرشتہ سیرت بشر اور قدسی سریرت آدمی جن کے لباس سے انوار عرفان اور ایمان کی شعاعیں چمک رہی ہیں اور ان کے چہرے سے علم وعمل کی روشنی چمک رہی ہے۔شعایر شرع سیدالانامؐ کے

تابان، رافع اعلام شعایر شرع سید الانام و سرمایه برکت خواص و عوام، زبده از کیای فحول، جامع علوم منقول ومعقول ۔بحریست مواج و ملکی کرامت امتزاج بالاهتداء حقیق و بالا قتدا یلیق۔از مجتهدین کربلای معلی و مشهد مقدس ثامن ائمه هدی سجل افتا را بمهر و توقیع رسانیده و استفاضه فقهیه نموده است۔بر محک اعتبار ایشان طلا بس کامل عیار برآمده، تحمل مشقتهای دور و دراز کرده، گوهر اجتهاد بدست آورده ،سعیش مشکور و مشقتش ماجور شده ۔صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰہَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ۔(العنکبوت: ۶۹)

جھنڈوں کو بلند کرنے والے، خاص و عام کی برکت کا سرمایہ، زبدہ از کیای فحول، جامع علوم منقول و معقول، ٹھاٹھیں مارتا دریا، کرامت امتزاج فرشتہ، اہتدا کے سزاوار، اقتدا کے مستحق، کربلائے معلیٰ اور ثامن ائمہ ہدی کے مشہد مقدس کے مجتہدین سے سجل افتاء (اجازہ اجتہاد) پر مہر لگوا کر توقیع کروائی اور ان سے فقہی فیض حاصل کیا، ان کے اعتبار کی کسوٹی پر اصلی سونے کی طرح کھرے اترے، دور دراز کے سفر کی زحمتوں کو برداشت کر کے گوہر اجتہاد کو حاصل کیا ہے۔ ان کی کوشش شکریہ کے لایق اور ان کی محنت اجر کی مستحق ہے۔صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ (بزرگ معبود نے سچ کہا ہے)۔ ''اور جن لوگوں نے ہماری راہ میں جہاد کیا انھیں ہم ضرور اپنی راہ کی ہدایت کرینگے اور اس میں شک نہیں کہ خدا نیکوکاروں کا ساتھی ہے۔''

اشعار

صاحب نفس قدسی و ملکی
فاضل ذو فنون طبع زکی
حسن خلق و تواضعی که باوست
هر دو شاهدبخوبی که دروست
بحر مواج علم معقول است
قمر برج علم منقول است
رَفَعَ اللّٰہ قَدْرَهُ الْاعلٰی
شَرَحَ اللّٰہ صَدْرَهُ الْاَزْکٰی

ترجمہ اشعار

قدسی اور ملکی نفس کے مالک
مختلف علوم کے ماہر اور پاکیزہ طبع کے صاحب
وہ حسن خلق اور تواضع جو ان میں ہے
دونوں ان کے اندر موجود خوبیوں کے گواہ ہیں
علم معقول کے ٹھاٹھے مارتا ہوا دریا
برج علم منقول کا چاند
اللہ ان کی منزلت کو بلند کرے
اللہ ان کے پاکیزہ دل کو شرح صدر عنایت فرمائے

و پرهیز گاران دیگر هم از تلامذه ایشان ذوالنفس القدسیة و الخصال الملکیه،شعله ادراک و ذکا سید مرتضی و متقی قدسی ماثر و نقاوت مظاهر مرزا محمد خلیل زایر که بلا شبه قابل امامت نماز اند۔حقیقیه وجود این بزرگان عالیمقدار،اقبال سرکار دولت مدار است ۔و عبارت باب پنجم اینکه نواب نامدار سلامت چون فضیلت نماز جماعت بنصوص قاطعه قران مجید و احادیث ثابت شده و حضرت سید المرسلینؐ و حضرت ائمه معصومین صلوات الله علیهم اجمعین بتاکید امر نموده اند۔و مجتهدین و محدثین متقدمین و متاخرین در هر عصری نماز جماعت میکردندو احدی از علمای اسلام انکار فضیلت این نمیکنند۔و همیشه حکام و سلاطین مروج و معین شرع متین بوده اند ۔اگر بذات مبارک اندکی متوجه این امر شده در قلمرو دولت خداداد حکم به گزاردن نماز جماعت نمایند همه امتثال فرمان واجب الاذعان خواهند نمود۔و سید دلدار علیؒ را ارشاد پیشنمازی فرمایند،که مروج ملت بیضا وشریعت عزا خواهند بود۔و بر بنای این امر خیر گوی سبقت در میدان سعادت از همه خواهند ربودوبذات مبارک هم اگر نماز پنجگانه را باقتدای سید دلدار علی بگذارند۔هر جا نماز جماعت رواج

ان کے شاگردوں میں دوسرے متقی لوگ جیسے صاحب نفس قدسیہ اور خصال ملکیہ،ادراک وذکا کا شعلہ سید مرتضی ومتقی قدسی ماثر ونقاوت مظاہر مرزا محمد خلیل زائر بھی بلا شبہ امامت جماعت کے لائق ہیں۔حقیقتاً ان بزرگوں کا وجود حکومت کے لئے باعث خوش قسمتی ہے۔

اور باب پنجم کی عبارت یوں ہے: جناب نواب نامدار سلامت،چونکہ نماز جماعت کی فضیلت،قرآن وحدیث کی قاطع نصوص سے ثابت ہوچکی ہے،اور حضرت سید المرسلینؐ وائمہ معصومینؑ نے بہت تاکید سے حکم دیا ہے اور اگلے پچھلے تمام مجتہدین ومحدثین ہر زمانے میں نماز جماعت برپا کرتے تھے اور علمائے اسلام میں سے کوئی بھی اس کی فضیلت کا منکر نہیں ہے اور حکام وسلاطین ہمیشہ شرع مبین کے مروج ومعین تھے۔اگر ذات مبارک تھوڑا سا اس امر کی طرف متوجہ ہو اور اپنی خداداد مملکت میں نماز جماعت کا حکم صادر فرمادیں تو سب اس واجب الاذعان حکم کی اطاعت کریں گے۔

اور سید دلدار علیؒ کو پیش نمازی کے لئے کہیں جو کہ ملت بیضا اور شریعت عزا کے مروج ہونگے اور اس امر خیر کی انجام دہی میں میدان سعادت کا گوی سبقت سب سے چھین لیں گے اور اگر آپ خود بذات مبارک سید دلدار علیؒ کی اقتدا میں نماز پنجگانہ پڑھیں،تو ہر جگہ نماز جماعت رائج ہوجائے گی

خواهدیافت ابدالاباد ثواب آن بروز گار فرخنده آثار عاید خواهد گردید و از باقیات صالحات بندگان عالی متعالی خواهدبود وَالْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَیْرٌ عِنْدَ رَبِّکَ ثَوَاباً وَخَیْرٌ اَمَلاً (الکهف:۴۶) تمام شد عبارت رساله ملا محمد علی پادشاه مرحوم۔

وآن رساله را جناب ملا محمد علی سابق الذکروقتیکه مرزا حسن خان جنت مکان بتقریبی برای چند روز از بلده لکهنؤ بفیض آبادرفته بودند گزرانید۔چون جناب خان مرحوم باز مراجعت ببلده لکهنؤ فرمود,مرکوز خاطر جناب سابق الذکر را بمعرض اظهار آورد جناب مولانا و مقتدانا نظر باینکه مظنه شورش مخالفین و اهل تسنن بود,این خیال را از خاطر عاطر عفو فرمود۔چون مدتی بر این منقضی گردید۔جناب مولانا بتقریبی مع متعلقان خود از حضور خان جنت مکان مرخص شده عازم موطن اصلی گردید ۔زبانی اشخاص معتبر چنین مسموع گشته که شاه علی اکبر صوفی که وارد لکهنؤ گردیده بود و از سر تا پا از زور و مکر مملو بود۔ خانمرحوم حسن عقیدت باو بهم رسانید و در صنوف اخلاص و ارادت باو مبالغه زیاده از حد مینمود ۔و در همین اثنا نواب جنت آرامگاه روزی بتقریب ملاقات صوفی مذکور در مقام اقامت او تشریف

اور قیامت تک اس کا ثواب آپ کے روزگار فرخندہ آثار کو ملے گا اور عالی مرتبت بندوں کے لئے باقیات صالحات ہوگا۔''اور باقی رہنے والی نیکیاں تمھارے پروردگار کے نزدیک ثواب میں اس سے کہیں زیادہ اچھی ہیں اور تمنا اور آرزو کی راہ سے (بھی) بہتر ہیں۔''ختم ہوئی ملا محمد علی بادشاہ مرحوم کی عبارت۔

مرزا حسن خان جنت مکان جب کسی تقریب میں چند یوم کے لئے لکھنو سے فیض آباد گئے تھے تو ملا محمد علی مذکور نے اس رسالہ کو ان کے سامنے پیش کیا۔جب جناب خان مرحوم دوبارہ لکھنؤ پلٹ کر آئے تو ملا محمد علی کے مرکوز خاطر کو مولانا ومقتدانا سے بیان کیا۔

جناب مولانا ومقتدانا نے مخالفین اور اہل سنت حضرات کی شورش کے خطرے کے مدنظر اس خیال کو ذہن سے نکال دیا۔جب کچھ مدت گذر گئی تو جناب مولانا نے کسی تقریب میں اپنے متعلقین کے ساتھ خان جنت مکان کے حضور سے اجازت طلب کی اور اصل وطن روانہ ہوگئے۔

معتبر اشخاص کی زبانی یہ سنا گیا ہے کہ شاہ علی اکبر صوفی جو کہ لکھنؤ آچکے تھے،سر سے پیر تک مکروفریب سے بھرے ہوئے تھے۔خان مرحوم کو ان سے کافی عقیدت ہوگئی تھی اور ان سے اپنے اخلاص و ارادت میں حد سے زیادہ مبالغہ کرتے تھے۔اسی اثنا میں،ایک روز نواب جنت مآب اس صوفی سے ملاقات کے لئے اس کی جائے اقامت پر

برآورد۔در آنوقت مشغول نماز جماعت بر طبق مذهب امامیه بمعرض اظهار درآوردتا او را جناب نواب از سنیان نشمارند ،چه درآن اوان اکثر عوام شیعه را چنان گمان بود که نماز بجماعت گزاردن مخصوص مذهب سنیان است۔بالجمله بمقتضای اینکه عدو شود سبب خیر گر خدا خواهد۔از گفتن صوفی مذکور سخن ملا محمد علی پادشاه سابق الذکر در دل جناب نواب مرحوم استقرار یافت وچنان تصمیم فرمود که هرگاه اتفاق مراجعت جناب سیدنا ومولانا از وطن ببلده لکهنو افتد تکلیف گزاردن نماز جماعت بان عالی جناب فر ماید۔لهذا وقتیکه آن والا مقام را مراجعت از وطن اتفاق افتاد، نواب جنت مکان التماس گزاردن نماز بجماعت نموده در این باب مبالغه از حد گزرانید ۔آنجناب نظر بمدلول قول حق تعالی:وَ شَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ فِاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ (آل عمران: ۱۵۹) ،با جمعی از مومنین که متحلی بحلیه فضائل و کمالات بودند درین باب مشوره فرمود۔آخر الامر رای مؤمنین چنان قرار یافت که اهمال در این امر خیر نمودن ودست رد بر ملتمس جناب نواب ممدوح زدن ،چون حجت الٰهی تمام شده است ،خالی از مظنه عصیان حضرت سبحان نمی نماید۔لهذا آنجناب قبول فرمود۔

تشریف لے گئے۔اس وقت اسنے مذہب امامیہ کے طریقے سے نماز جماعت پڑھی تا کہ جناب نواب اس کو سنیوں میں سے نہ سمجھیں۔چونکہ اس زمانہ میں اکثر شیعہ عوام کا یہ خیال تھا کہ نماز جماعت پڑھنا سنی مذہب سے مخصوص ہے۔خلاصہ یہ کہ اس قول کے مطابق کہ :

؎ اگر خدا چاہے تو دشمن بھی خیر کا باعث ہوسکتا ہے

مذکورہ صوفی کے گفتار سے ،ملا محمد علی بادشاہ کی بات جناب نواب مرحوم کے دل میں بیٹھ گئی اور انھوں نے یہ فیصلہ کیا کہ جب بھی مولانا وسیدنا وطن سے لکھنؤ واپس آئیں گے تو نماز جماعت کی ذمہ داری ان پر عاید کی جائے گی۔لہٰذا جب غفران مآبؒ وطن سے واپس آئے تو نواب جنت مکان نے نماز جماعت پڑھانے کی درخواست کی اور اس سلسلے میں حد سے زیادہ مبالغہ کیا۔

جناب غفران مآبؒ نے قول حق تعالی کے مطابق: ''اوران سے کام کاج میں مشورہ کرلیا کرو (مگر) اس پر بھی جب کسی کام کو ٹھان لو تو خدا ہی پر بھروسہ رکھو''، کچھ مومنین سے جو لباس فضایل وکمالات سے آراستہ تھے،اس بارے میں مشورہ کیا۔آخر الامر مومنین نے اتفاق کیا کہ اس امر خیر میں کوتاہی،اور جناب نواب ممدوح کی درخواست کو رد کرنا، حجت الٰہی کے تمام ہونے کے بعد،مظنہ عصیان سے خالی نہیں ہے۔لھذا جنابؒ نے قبول فرمایا۔

و آن عالیجناب در اوایل کتاب مواعظ حسینیه که در مثال انعقاد جمعه و جماعت تالیف شده بود میفرمایند که از آنجا که در این ظلمتکده هندوستان از بدو اسلام تا قبیل هذا الزمان اکثر مشاعر اسلام سیما نماز جمعه و جماعت بر طبق طریق جناب خیر الانام و اهلبیت کرام علیهم الصلوٰة و السلام بظهور نپیوسته و بسعادت ترویج این امر جلیل ایشان از ره گذر استیلای سلاطین اهل جور و طغیان کسی از امرای عظام امامیه فایز نگشته ،لهذا بسیاری از عوام کالانعام مخالفین را گمان این بود که در این ملت حنیفیه اعنی مذهب امامیه چنین سنت سنیه روا نیست ،و نظر باین در مجالس و محافل خود نشسته زبان طعن بر مذهب اهل حق دراز میکردندو جهال شیعه پی بحقیقت حال نبرده ،منشا اهمال این امر خیر را عدم حضور معصوم میدانستندو بمقتضای اینکه اَلْجَاهِلُ اِمَّا مُفْرِطٌ اَوْ مُفَرِّطٌ،مرتبه امام جماعت و جمعه را تالی مرتبه امام اصل می انگاشتند۔و پاره ای از خواص مؤمنین که در این سرزمین از گوگرداحمر کمیاب ترند،مشاهده افراط و تفریط این هر دو فریق نموده برای انحلال این عقده مشکل از جناب حق سبحانه و تعالیٰ مسئلت مینمودند۔

غفران مآبؒ نے کتاب ''مواعظ حسینیہ'' کی ابتدا میں جو کہ انعقاد جمعہ و جماعت کے سلسلے میں لکھی گئی ہے، فرماتے ہیں:

ہندوستان کے ظلمتکدہ میں،اسلام کے آنے سے لیکر آج تک،اسلام کے اکثر احکام خاص کر نماز جمعہ و جماعت، جناب خیر الانامؐ اور اہل بیت کرامؑ کے طریقے پر نہیں ہوئی تھی۔ظالم حکمرانوں کی حکومت کی وجہ سے،ائمہ معصومینؑ کے طریقے کی ترویج کا شرف کسی بھی نواب یا راجہ کو نہیں ملا اور اسی وجہ سے بہت سے جاہل لوگوں کا یہ خیال تھا کہ اس مذہب حنیف،یعنی مذہب امامیہ میں یہ عمل جائز نہیں ہے۔ور اس صورت حال میں،وہ اپنی مجلسوں اور محفلوں میں بیٹھ کر اہل حق پر طنز کرتے تھے۔شیعہ قوم کے جاہل لوگ حقیقت کو سمجھ نہیں سکے اور اس امر خیر میں کوتاہی کی وجہ،امام معصوم کی عدم موجودگی جانتے تھے ور کیوں کہ جاہل لوگ یا زیادتی کرتے ہیں یا کمی کرتے ہیں،اس لئے امام جمعہ و جماعت کے مرتبہ کو امام معصوم کے مرتبے کے برابر سمجھتے تھے۔کچھ مومنین،جو اس سرزمین پر گوگرد احمر سے زیادہ کمیاب ہیں،ان دوگروہوں کے افراط و تفریط کو دیکھتے،اور اس مشکل کے حل ہونے کے لئے خدا سے دعا مانگتے تھے۔

تا آنکه در عهد و آوان سعادت توامان ،آصف جاه سلیمان شان ،رافع لوای دین و دولت ،موسس اساس کیش و ملت ،محیی مراسم شرع مبین، مروج مذهب ائمه طاهرین علیہم السلام ،قطب فلک اقتدار، مرکز آسمان عدالت و وقار، باسط بساط امن و ایمان ،رافع رایات عدل و احسان ،الامیر الافخم و الوزیر الاعظم ،معدن الجود و الامتنان ،منبع فیض و الاحسان، جناب نواب مستطاب معلیٰ القاب ،فلک جناب، عالی حضرت ،خورشید منزلت ،عمدة الملک، مدار المهام، رستم هند، یار وفادار، سپه سالار، اعتماد الدولة ،آصف جاه، برهان الملک ،صفدر جنگ ابو المنصور خان شجاع الدولة ،وزیر الممالک آصف الدولة یحییٰ خان بهادر وزیر جنگ خلد الله ظلاله و ادام الله اقباله ، نسیم اقبال و کامرانی بر گلشن آمال و آمانی وزیدو همت عالی متعالی جناب فیضمآب بر اعلان آن کلمه دین و ترویج ائمه معصومین صلوات الله علیهم اجمعین مصروف و معطوف گردید ۔ در خاطر عاطر چنان تصمیم یافت که من بعدبر خلاف ازمنه ماضیه نماز جمعه و جماعت بر طبق طریق اهلبیت عصمت و طهارت منعقد شده باشدو اجر جزیل و ثواب جمیل عاید بحال فرح مآل جناب عالی متعالی می شده باشدو هر گاه که بر خاطرصفا مظاهر عالیحضرت باحسن وجه ظاهر و روشن

یہاں تک کہ آصف جاہ، سلیمان شان ،رافع لوائے دین ودولت ،شریعت کی بنیادوں کے بانی ،شرع مبین کے احکام کے زندہ کرنے والے، ائمہ اطہارؑ کے احکام کے پھیلانے والے، فلک اقتدار کے قطب، آسمان عدالت ووقار کے مرکز، باسط بساط امن وایمان، عدل واحسان کے علم بردار، امیر افخم ،وزیر اعظم ،معدن جود وسخا، منبع فیض و احسان، جناب نواب مستطاب ،معلیٰ القاب ،فلک جناب ،عالی حضرت ،خورشید منزلت ،عمدۃ الملک، مدار المہام ،رستم ہند، یار وفادار، سپہ سالار، اعتماد الدولہ، آصف جاہ ،برہان الملک ،صفدر جنگ ابومنصور خان ،شجاع الدولہ، آصف الدولہ، وزیر الممالک ،یحییٰ خان بہادر ،خلد اللہ ظلالہ و ادام اللہ اقبالہ کے دور میں، گلشن آمال وآمانی میں نسیم اقبال وکامرانی چلی اور ہمت عالی متعالی جناب فیض مآب اُس کلمہ دین کے اعلان اور ترویج میں مصروف و منہمک ہوئی۔

اورانھوں نے یہ فیصلہ لیا کہ مِن بعد، گذرے ہوئے زمانے کے برخلاف نماز جمعہ و جماعت طریقہ اہلبیت پر انجام پائے۔ اوراس کا اجروثواب جناب والا کو پہونچے۔

اور عالی جناب کے ذہن میں اچھے طریقے سے یہ بات واضح تھی کہ جناب نواب مستطاب، سادات ومومنین

وثابت ومبرهن بوده که جناب نواب مستطاب،ملجاء سادات و مؤمنین،زنگ زدای آئینه دین مبین،فایض زمان،معدن جود و احسان نواب سرفراز الدولة،بهادر ناظم الملک حسن رضا خان بهادر ظفر جنگ دام اقباله در باب اعلان کلمه دین و ترویج مذهب جناب ائمه معصومین صلوات الله و سلامه علیهم اجمعین، از همه ارکان دولت و مقربان حضرت ممتاز اندو بشرف چنین صفت حمیده نعمت پسندیده از میان کافه اقران و اماثل خویش مستثنیٰ و سرفرازند۔لهذا حکم اقدس والا در باب تمشیت این امر جلیل القدربجناب فیضماب ما اختصاص یافت۔و حق سبحانه و تعالیٰ بعداز این که باکثری از مناصب جلیله دنیویه جناب ولی نعمت را اختصاص داده بود،بسعادت مناصب دینیه هم فایض ساخت۔و له الحمدعلی ذلک و از آنجا که فقیر از مدت مدید در ظل عاطفت جناب نواب فیضدرجت برفاهیت تمام بسر میبردو از مواعید انعام و احسان ایشان بهره مند میگرددو داعی دولت خود دراتکلیف امامت جماعت و جمعه نمودندو استدعای تحمیل چنین بارگران را از اضعف عباد الله فرمودند۔عاصی نظر بافراط و تفریطِ ابنای زمان در امتثال امر ولی النعم و الاحسان می اندیشد تا اینکه در این لیت و لعل مدت مدیدمنقضی گردید۔عاقبت الامر چون

کی پناہ گاہ ،دین مبین کے آئینہ کی گرد صاف کرنے والے، جود واحسان کے معدن ،سرفراز الدولہ بہادر ناظم الملک حسن رضا خان بہادر ظفر جنگ دام اقبالہ، ائمہ معصومین صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین کے مذہب کی ترویج میں ،باقی اراکین حکومت اور مقربان حضرت میں ممتاز ہیں۔

اور اس اچھی صفت اور پسندیدہ نعمت میں اپنے تمام ساتھیوں سے مستثنیٰ ہیں۔لہٰذا اس جلیل القدر امر کے اجرا کے لئے ،جناب مستطاب چنے گئے اور اللہ تعالی نے ولی نعمت کو مختلف بڑے دنیوی مناصب سے سرفراز کرنے کے بعد،مناصب دینیہ کی سعادت سے بھی نوازا۔

اور چونکہ یہ حقیر مدت مدید سے جناب نواب صاحب کے سایہ رحمت میں بڑے آرام سے بسر کررہا تھا،اوران کے انعام واکرام سے بہرہ مند ہورہا تھا،لہٰذا اس اضعف العباد کو اس بار گراں اٹھانے کو کہا اور امام جمعہ و جماعت کی ذمہ داری میرے کاندھوں پر ڈالی۔

حقیر نے ابنائے وقت کے افراط وتفریط کو مدنظر رکھتے ہوئے، ولی نعمت کے حکم کی بجا آوری کے سلسلے میں تامل کیا اوراسی پس وپیش میں ایک عرصہ گذر گیا۔

آخر کار جب جناب والا نے عزم بالجزم کرلیا، اوراس نور کی کرنیں مذہب وشریعت کے درودیوار پر

عزم مسطور در دل خورشید منزل تصمیم یافت و پرتو آن بر در و دیوار شرع و آئین تافت، تکلیف و استدعای مزبور باصرار رسید و تقاعد من بعد آن منجر بکفران حق نعمت و احسان می گردید، با خود فکر نمودم که الحال اسعاف مسئول بر وجه مامول بظهور نیاید، مظلمه اهمال امر خیر کذائی با ضمیمه کفران باینصورت عاید گردید۔ لهذا در ۱۲۰۰ھ در روز جمعه بتاریخ سیزدهم ماه رجب که بنابر اشهر روز مولود جناب امیرالمومنین صلوات اللہ علیه و آله اجمعین است، در دولت خانه ولی نعمت بصحبت عالی حضرت خورشید منزلت ، جناب نواب وزیر الممالک دام اقباله و جناب رفیع درجت عالیمرتبت ولی نعمت و با جماعت مومنین نماز ظهر و عصر را واقع ساخت۔ و بتاریخ بست و هفتم ماه مسطور که روز مبعث جناب سید المرسلین صلی اللہ علیه و آله المعصومین باشد، سعادت نماز جمعه را دریافتم۔ انتهی کلامه الشریف بلفظه المنیف مع تفاوت یسیر و اختصار قلیل۔

بالجمله بعد از انعقاد جمعه و جماعت بیمن سعی مواعظ آن منبع هدایت و ارشاد طریقه حقه در این بلاد رواج یافت ۔شیعیان این دیار از ضروریات اصول و فروع دین و مذهب خود مطلع شدندو تواير فساد اصناف مخالفین که درآن زمان زیاده تر مشتعل بود بتدریج منطفی گشت۔

پڑنے لگیں، اوران کی استدعا اصرار کی حد تک پہونچی۔ اس کے بعد میرا تامل کرنا، کفران نعمت کے برابر تھا۔ لہٰذا میں نے سوچا کہ اگر امید کے مطابق ذمہ داری پوری نہیں کرتے، تو اس امر خیر میں سستی کے گناہ اور کفران نعمت کی سزا مجھے ملے گی۔ اسی لئے سن ۱۲۰۰ھ ہجری ، بروز جمعہ، بتاریخ ۱۳/ رجب ، جو کہ بنا برشہرت ، امام علی علیہ السلام کی ولادت کی تاریخ ہے، دولت کدہ ولی نعمت نواب حسن رضا خان پر، عالی حضرت ، خورشید منزلت ، جناب نواب وزیر الممالک (آصف الدولۃ) دام اقبالہ اور مؤمنین کی جماعت کے ساتھ نماز ظہر وعصر ہوئی۔

اوراسی مہینے کی ۲۷ تاریخ کو، جو کہ پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کا دن ہے، نماز جمعہ پڑھانے کی سعادت حاصل کی۔ جنابؒ کی عبارت تمام ہوئی انکے اعلیٰ الفاظ میں قدرے تفاوت اور اختصار کے ساتھ۔

خلاصہ یہ ہے کہ نماز جمعہ و جماعت کے انعقاد کے بعد ، اس منبع ارشاد و ہدایت کی کوششوں کے نتیجے میں ، طریقہ حقہ اہلبیتؑ یہاں پر رائج ہوا۔ اس دیار کے شیعہ اپنے مذہب کے اصول وفروع سے مطلع ہوئے اور مخالف فرقوں کے فساد کی آگ جو اس زمانہ میں زیادہ بھڑکی ہوئی تھی، آہستہ آہستہ سرد ہوگئی۔

چنانچه صاحب آئینه حق نما آورده در سرزمین هندوستان قبل از سنه یکهزار و دو صد هجری اهالی این بلاد که از آباء و اسلاف خود شرف اسلام داشتند چند صنف بوده اند۔یکی از آنها اهل تصوف که مقتدایان آنها قایل بوحدت وجود و مدعیان کشف و کرامات بودند و پیروان آنها کو برای نام از شیعه محسوب میشدند۔اما بتوقع آنکه جلب منافع و دفع مضار و تحصیل مناصب دنیوی بدعای همچو پیران و مقتدایان بوقوع آید خود را در ربقه انقیاد آنها در آورده ،در سلسله مریدین و معتقدین آنها درآمده بودند و در امتثال اوامر و نواهی آنها که همه بدعت وضلالت بود بجان میکوشیدند ۔چنانچه در معظم این بلاد مثل بلده لکهنؤ وغیره شایع بود که در هر ماه بلکه در هر هفته پیران آنها مع پیروان خود مجالس وجد و حال و سرود و غنا و نواختن دهل و ساز منعقد میساختند۔وجم غفیر از اکابر دیار حتی بعضی از امراء ووزرای روزگار چون رضاجوئی اکابر صوفیه را موجب ازدیاد جاه و منازل دنیوی،بلکه سبب فلاح آخرت هم می پنداشتند ،در آن مجلس حاضر میشدندو این معنی موجب گرمی بازار فرقه مبتدعه ضاله میشد۔

جیسا کہ صاحب کتاب آئینہ حق نما نے لکھا ہے کہ سن ۱۲۰۰ ھجری سے قبل ہندوستان کے باشندے جو اپنے آباء واجداد کے زمانے سے مسلمان تھے، چند گروہوں میں تقسیم تھے۔ایک گروہ اہل تصوف تھا جن کے ماننے والے وحدت وجود کے قائل تھے اور کشف وکرامات کے مدعی تھے اوران کے ماننے والے برائے نام شیعہ تھے۔

ان کے جیسے پیروں کی دعا سے جلب فواید، دفع اضرار اورمناصب دنیوی کے حصول کی لالچ میں ،ان کی اطاعت کی طوق پہنتے اوران کے مریدوں اورمعتقدوں کے گروہ میں شامل ہوجاتے تھے اور ان کے بدعت وگمراہی سے بھرے ہوئے اوامر ونواہی کے بجاآوری کے سلسلے میں دل وجان سے کوشاں رہتے تھے۔

جیسا کہ لکھنؤ جیسے بڑے شہروں میں رائج تھا کہ ہر ہفتہ ان کے پیر اپنے ماننے والوں کے ساتھ، وجد وحال وسرود وغنا (گانے بجانے) کی محفل منعقد کرتے تھے۔اس شہر کے بزرگوں کا ایک جم غفیر حتیٰ کہ کچھ امراء اور وزراء بھی ،چونکہ اکابر صوفیا کی رضاجوئی کو نہ تنہا حکومت اور دنیوی ترقی میں اضافہ کا سبب جانتے تھے بلکہ آخرت کی کامیابی کا بھی ذریعہ سمجھتے تھے،اس مجلس میں حاضر ہوتے تھے۔اور یہ بات گمراہ اور بدعتی مذہب کے بازار کی گرمی کا باعث ہوتی تھی۔

الحاصل از سالهای دراز همین قیل و قال وحال شیعیان ورؤساء این دیار بر این منوال بود تا اینکه در سنه مزبوره چون حق سبحانه و تعالیٰ فضل خود شامل حال سکنه این دیار نمودوبر سرگشتگان بادیه ضلالت منت نهاد که جناب تقدس انتساب مجمع الکمالات و الفضائل ،الفارق بین الحق و الباطل ،عالم علوم خفی وجلی ،مولا و مقتدانا مجتهد العصر و الزمان ،یعنی جناب غفران مآب سید دلدار علی طاب ثراه ،بنور قدم خود بلده لکهنو را منور ساخت۔وتاسیس بنای نماز جمعه و جماعت و موعظه مشتمل بر بیان عقاید حقه و ابطال مذاهب مبتدعه ارباب بدعت و ضلالت بوقوع پیوست وزنگ شبهات از مرابای ضمایر زایل گشت ۔لیکن باوجود این در اوایل حال در بعضی احیان چنین اتفاق می افتاد که چون در محل اقامت نماز جماعت حال و وجد وشورش آه و فریادورقص و غنا منعقد میشد ،باستدعای اهل حق نایره فریاد و فغان آنها تا مدت نماز جماعت فرو می نشست ۔اما بعد اینکه بحمد الله افادت ماب در هر جمعه بعد نماز بنای موعظه مقرر فرمودوبکرات و مرات قبایح مذاهب صوفیه و بدعتهای آنها را بسمع حاضرین رسانید۔

الحاصل یہ کہ سالہا سال سے یہی قیل وقال اور یہاں کے شیعوں اور رئیسوں کی حالت اسی طریقے پر تھی۔ یہاں تک کہ سن مزبورہ میں حق سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے فضل کو اس دیار کے باشندوں کے شامل حال کیا اور صحرائے ضلالت کے دیوانوں پر احسان کیا کہ جناب تقدس انتساب مجمع کمالات وفضائل، فارق بین الحق والباطل، عالم علوم خفی و جلی، مولانا ومقتدانا، مجتہد عصر وزمان یعنی جناب غفران مآبؒ سید دلدار علی طاب ثراہ نے اپنے نورانی قدموں سے شہر لکھنؤ کو منور فرمایا، نماز جمعہ وجماعت برپا کی اور صحیح عقائد کے بیان اور ارباب بدعت و ضلالت کے من گھڑت مذاہب کے بطلان پر مشتمل وعظ ونصیحت کا سلسلہ شروع کیا جس سے توہمات وشبہات کے اثرات کا خاتمہ ہوا۔

لیکن اس کے باوجود شروع شروع میں بعض مو اقع اور مقامات پر یہ ہوتا تھا کہ چونکہ نماز جماعت کی برپائی کی جگہ پر مجلس حال ووجد وآہ وفریاد ورقص وغنا منعقد ہوتی تھی ،اہل حق کی درخواست پر ان کا شور وغوغا، نماز جماعت ہونے تک خاموش ہوجا تا تھا۔اما بعد یہ کہ بحمد اللہ افادت مآب (غفران مآبؒ) نے ہر جمعہ میں نماز کے بعد خطبے کی بنیاد رکھی اور مکرر مذاہب صوفیہ کی برائیوں اور ان کی بدعتوں کو حاضرین کی سماعت تک پہونچایا۔

چنانچه از کتاب "مواعظ حسينيه" كه از مصنفات آنجناب مستطاب است و متضمن مواعظ و نصايح كه بروز جمعه خوانده ميشد، ظاهر و باهر ميشود وآنجناب در اكثر مواعظ اظهار معايب اقوال و بدعات صوفيه ضاله فرموده بكمال حسن تقرير و شيرين بياني مطالب حقه را روشن و منجلي ساخت ـ يوماً فيوماً كلمه حق ظاهر و باهر گرديدو در همه اوان كه آنجناب بتاليف "مواعظ حسينيه" اشتغال داشت ، و بالاى منبر آنچه در هر هفته بقيد قلم مى آمد بگوس مستمعان ميرسانيد۔

شاه على اكبر صوفى بخدمت جناب نواب حسن رضا خان مرحوم پيغام فرستاد كه سبحان الله كسيكه بانى نماز جمعه و جماعت در اين شهر شده بود بر همان كس الحال بالاى منبر لعن ميشود۔ نواب مرحوم چون نزد جناب سيدنا و مولانا اين پيغام صوفى مزبور را بمعرض اظهار آوردند۔ آنجناب فرمود كه ما نمى خواهم كه شاه صاحب در زمره آنهاكه ما بر آنها لعن ميكنيم و از آنها تبرئ مينمايم خود را محسوب سازندو اگر ميسازند ما معذوريم ۔ نواب مرحوم چون اينحرف شنيد ساكت گرديد۔

جیسا کہ کتاب ''مواعظ حسینیہ'' سے جو کہ جناب مستطاب کی تصنیفات میں سے ہے اور روز جمعہ پڑھے جانے والے مواعظ و نصائح پر مشتمل ہے ، ظاہر و باھر ہوتا ہے اور جناب غفران مآبؒ نے اکثر خطبوں میں گمراہ صوفیوں کے اقوال و بدعات کے معایب کو ظاہر کرتے اور حسن تقریر و شیریں بیانی سے مطالب حقہ کو روشن و منجلی فرماتے تھے۔ دن بدن کلمہ حق ظاہر و باھر ہوتا رہا اور اس زمانے میں جب کہ جناب مواعظ حسینیہ کی تالیف میں مشغول تھے اور منبر سے جو کچھ ہفتے بھر میں قید تحریر میں لاتے ، سامعین تک پہونچاتے تھے۔

شاہ علی اکبر صوفی نے جناب نواب حسن رضا خان مرحوم کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ سبحان اللہ جو اس شہر میں نماز جمعہ و جماعت کا بانی ہو، اس پر اب منبر سے لعن کی جارہی ہے۔ نواب مرحوم نے جب صوفی مذکور کے پیغام کو جناب سیدنا و مولانا سے بیان کیا تو جناب نے فرمایا: ''ہم نہیں چاہتے کہ شاہ صاحب اپنے کو ان لوگوں کے زمرے میں شامل کریں جن پر ہم لعن کرتے ہیں اور ان پر تبریٰ کرتے ہیں۔ اور اگر خود کو اس میں شامل کرتے ہیں تو ہم معذور ہیں۔'' نواب مرحوم نے جب اس بات کو سنا تو خاموش ہو گئے۔

وقطع نظر از این آنچه مساعی جمیله جزیله در باب هدایت و ارشاد عباد واطفای نایره فتنه و فساد این گروه بد نهادبادله قاطعه و براهین ساطعه مبذول فرمود۔ كَالشَّمْسِ فِي رَابِعَةِ النَّهَارْ بر صغار و کبار واضح و روشن است۔و کتاب'' شهاب ثاقب''که هم از تصانیف شریفه آنجناب و محتوی بر ادله عقلیه و نقلیه داله بر بطلان عقاید مزخرفه صوفیه است۔وهمچنین رساله فارسیه که در اجوبه سوالات ملا سمیع صوفی مشرب بحیز تحریر آورده اند،بر صدق این مقال دو گواه عادل اند پس بافضال ربِ الارباب وجد و جهد بسیار آن عالیجناب رفته رفته مجلس ضلالت اشتمال نهایت اضمحلال پذیرفت و سکنه این دیار از حق آگاه گردیده ترک رسوم صوفیان بدعت شعار کردند۔و صنف دوم سنیان حنفی المذهب بوده اند که کثرت آنها از همه بیشتر وتسلط آنها بسبب اینکه سلاطین این دیار همیشه حنفی مذهب بودند ،زیاده تر بودباین سبب تا سنه مذکوره اکثر عوام شیعه عقود نکاح و کیفیت طهارة وصوم و صلوة را بروش سنیان بجا می آوردندواکثر آنها بی تقیه دست بسته نماز میخواندندوبهتر می پنداشتندو کسی اینقدر تمیز نداشت که در عقد نکاح امنت باالله باید خواند یا صیغه ایجاب و قبول نکاح و

اس سے قطع نظر بندوں کی ہدایت وارشاد اور اس گروہ بد نہاد کی آواز کو قاطع دلائل اور ساطعہ براھین سے خاموش کرنے میں جو سعی جمیل انجام دی ہے، وہ کالشمس فی الرابعۃ النہار، سبھی بڑے اور چھوٹوں پر واضح و روشن ہے۔

کتاب ''شہاب ثاقب'' جوکہ جناب کی تصنیفات میں سے ہے اور صوفیت کے مزخرف (خراب و باطل) عقائد کے بطلان پر عقلی و نقلی دلیلوں پر مشتمل ہے اور وہ فارسی رسالہ جو ملا سمیع صوفی مشرب کے سوالوں کے جواب میں تحریر فرمایا ہے اس گفتار کی صداقت پر دو عادل گواہ ہیں۔

پس رب الارباب کے فضل و کرم اور جناب ؒ کی سعی و کوشش پیہم سے، آہستہ آہستہ گمراہی کی مجلسیں بہت ضعیف ہوگئیں اور اس شہر کے باشندے حق سے آگاہ ہو گئے اور بدعت شعار صوفیوں کے رسم و رواج کو ترک کر دیا۔

دوسرا گروہ حنفی مذہب سنی تھا جن کی کثرت سب سے زیادہ اور ان کی حاکمیت، یہاں (ہندوستان) کے بادشاہوں کے حنفی مذہب ہونے کی وجہ سے زیادہ تھی۔ اس وجہ سے سنہ مزبور تک، اکثر شیعہ عوام عقد نکاح، طہارت، نماز و روزہ کو سنیوں کے طریقے سے انجام دیتے تھے اور ان میں سے اکثر بغیر تقیہ کے ہاتھ باندھ کر نماز پڑھتے تھے اور اس کو بہتر سمجھتے تھے اور کسی کو اتنی تمیز نہ تھی کہ عقد نکاح میں امنت باللہ کہنا چاہئے یا صیغہ ایجاب وقبول۔

منتهای همت خواص شیعه این دیار این بود که بظواهر عبارت جامع عباسی تالیف شیخ بهاؤالدین علیه الرحمة که فارسی است ،بی پرده مطابق آن در باب صوم و صلوة عمل نمایند۔و اگر زیاده تر از ین بقوت عربیت ترقی کنند ادراک بعضی از مطالب طهارة و صلوة از کتاب شرایع الاسلام نمایندوبس۔نه کسی از اصول دین قسمیکه باید خبر داشت و نه از فروع ان واینهمه مسایل اصولیه و فروعیه متعلقه بعبادات و معاملات که سکنه این دیار الحال بان علم رسانیده اند،محض بدولت ارشاد جناب سیدو الانژاد است۔

مؤلف آئینه حق نما گویدتا اینکه الحال که سنه یکهزار و دو وسی و یک هجری است بسبب اقتدار از خاندان صفدری که محبین اهل بیت طاهرین و معین مذهب حیدری اند و بیمن انفس جناب مولانا المعظم و اولاد امجاد و تلامذه مفخم و برکت مواعظ بالغه که در هر جمعه گوش زد حضار مجلس میشود و بسعی و کوشش آنجناب در مصنفات خود مثل "عماد الاسلام"،و "صوارم الالٰهیات" و "ذوالفقار" و غیره بطلان مذهب این گروه بدلایل قاطعه وبراهین باهره بیان فرموده اند۔اکثر شیعیان كَما لَا يَنْبَغي از طریقه سنیان آگاه شده متجنب گردیده اند۔وبلدۂ لکهنو و فیض آباد،رشک بلاد ایران و خراسان گردید۔وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ عَلٰى ذٰلِكَ۔

ہندوستان کے خواص شیعہ کی انتہائے قابلیت اور منتہائے ہمت یہ ہوتی تھی کہ صوم وصلوٰۃ کے سلسلے میں فارسی کتاب جامع عباسی تالیف شیخ بہاؤالدینؒ کی ظاہر عبارات کے مطابق کھلم کھلا عمل کریں اور اگر اس کے آگے، عربی زبان میں ترقی کریں تو شرایع الاسلام سے باب طہارت وصلوٰۃ کی کچھ باتوں کو سمجھ لیں اور بس، نہ کسی کو اصول دین کا جیسا کہ علم ہونا چاہئے ،علم تھا، نہ فروع دین کے متعلق معلومات تھیں اور عبادات ومعاملات سے متعلق اتنے سارے اصولی وفروعی مسائل سے جوملک کے باشندے واقفیت حاصل کئے ہیں ،وہ صرف اورصرف جناب سید والانژاد (غفران مآبؒ) کے ارشادات کے بدولت ہے۔

کتاب آئینۂ حق نما کے مولف فرماتے ہیں: اب جب کہ سنہ ۱۲۳۱ ہجری ہے، خاندان صفدری کے اقتدار کی وجہ سے جو محبین اہل بیت طاہرین اور مذہب حیدری کے مددگار ہیں، اور جناب مولاناؒ ،ان کی اولاد امجاداور تلامذۂ مفخم اور مواعظ بالغہ کی برکت سے جو ہر جمعہ میں حاضرین مجلس کے گوشگذار کیے جاتے ہیں،اور آنجنابؒ کی اپنی کتابوں میں جیسے ''عماد الاسلام''، ''صوارم الالٰہیات'' و''ذوالفقار'' وغیرہ میں دلائل قاطعہ وبراہین باہرہ سے اس گروہ کے مذہب کے بطلان کے سلسلے میں جوسعی وکوشش کی ہے،اس کی بدولت اکثر شیعیان کما لاینبغی سنیوں کے طور وطریقے سے آگاہ ہوکر دور رہنے لگے اور شہر لکھنؤ وفیض آباد رشک بلاد ایران وخراسان ہوگیا ہے۔وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ عَلٰى ذٰلِكَ۔ **(باقی آئندہ قسط میں)**